007- Mas'alah HAZIR O NAZIR (Part-1)

>>>>>>>> [PART-1] <<<<<<<<

Topic:˘
007-Mas'alah HAZIR-o-NAZIR say Motalliq FIRQAWARANA NAZRIYAAT ka TAHQEEQI jaizah (3-ILMI Points)

Youtube Link:˘
https://youtu.be/1SqPFzIFjF4

اِس لیکچر میں دئے گئے حوالہ جات + اِلزامی جوابات
References + Anti Venums:˘

《عقیدہِ حاضر و ناظر》 کو تفصیل سے بیان کیّا جائے گا جو کہ صوفیاء کے ہاں 《فنا فی الشیخ》 کا عقیدہ پایا جاتا ہے۔ خصوصاً یہ عقیدہ ہمارے **بریلوی** اور **دیوبندی** مکاتیبِ فِکر میں پایا جاتا ہے۔ مَیں احسن انداز سے اِس عقیدے کا جائزہ لوں گا (اِن شاء اللّٰہ)... صوفیاء کے ہاں، حاضر و ناظر کا عقیدہ، **سینکڑوں** سالوں سے ہے اور یہ مسئلہ اِنڈیا، پاکستان یا بَنگلہ دیش کا نہیں ہے **بلکہ پُوری دُنیا** کا مسئلہ ہے... صوفیاء کے ہاں یہ عقیدہ، نبیﷺ کی ذات کے بارے میں بھی ہے اور اپنے پِیروں اور بُزرگوں کے بارے میں بھی ہے۔ اور بد قِسمتی سے یہ عقیدہ 《اہلِ سُنّت》 اور 《اہلِ تشیّع》 دونوں میں آ چکا ہے۔ کُچھ سَلفی (اہلِحدیث) بھی اِس عقیدہ کو مانتے تھے، لیکن آج کے دَور میں اہلِحدیث کے عُلماء کا ایسا کوئی عقیدہ نہیں ہے...

اِس مسئلہ کو **3 عِلمی پوائنٹس** کے طور پر بیان کیّا جائے گا۔ جِس میں تقریباً 12 کے قریب قرآنی آیات اور احادیث ہوں گی۔

》》》》》》》》》 POINT-1 《《《《《《《《《

"عقیدۂ حاضر و ناظر کی تعریف کیا ہے؟ اور اِس عقیدے کا بانی کون ہے؟؟ سب سے پہلے اِس عقیدے کو کِس بُزرگ نے تعارف کروایا...؟؟"

عربی ڈِکشنری میں 《حاضر》 کا مطلب **"موجود"** ہوتا ہے، جو اُردو میں بھی اِستعمال ہوتا ہے... اور 《ناظر》 کا مطلب ہوتا ہے **"دیکھنے والا"** ، جو ہم اردو میں [نظر] کے لفظ کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں۔ 'حاضر و ناظر' کا عقیدہ، قرآن و حدیث میں، اِس نام سے موجود نہیں ہے، بلکہ یہ نام صوفیاء نے تجویز کیا ہے۔ **صوفیاء کا ماننا یہ ہے کہ** : **"**امامِ کائنات، سیّد الاولین والآخرین، رحمت للعالمین، سیّدنا و مولانا، اِمامِ اعظم محمد الرسول اللہ ﷺ:
دنیا میں آنے سے پہلے بھی اور دُنیا سے جانے کے بعد بھی، قیامت تک کے لئے، پُوری اُمت کے حالات سے واقف ہیں۔ اگرچہ آپ ﷺ کا جسدِ مبارک، مدینہ کی قبر میں ہے، لیکن آپ ﷺ روحانی طور پر، پُوری کائنات کے اندر موجود ہیں!**"** اور یہ عقیدہ یہاں تک گیا کہ **کہنے لگے** : **"**نبی ﷺ پہلی تمام اُمّتوں (آدم علیہ السلام سے قیامت تک) حاضر و ناظر ہیں اور تمام حالات کا مُشاہدہ فرمانے والے ہیں۔**"**
اور یہ عقیدہ صِرف نبی ﷺ کے بارے میں نہیں رکھا گیا..!! بلکہ اپنے پِیروں، بُزرگوں اور مشائخ کے بارے میں بھی رکھا ہوا ہے...

اتنا بڑا دعویٰ کہ ("نبی ﷺ اپنی پیدائش سے پہلے بھی حاضر و ناظر تھے")، یہ دعویٰ ایک صوفی بُزرگ نے کیّا تھا، جن کا نام 《**احمد بن محمد الصاوی المالکی**》 تھا۔ یہ 1241ھ میں فوت ہوئے۔
اُنہوں نے قرآن کی تفسیر لِکھی، جس کا نام
" تفسیر الصاوی" ہے۔ اُنھوں نے 28 :سورۃ القصص کی آیت 44 سے 46 تک کی تفسیر میں یہ موقف پیش کیّا کہ : نبی ﷺ پہلی تمام اُمتوں اور قیامت تک کے لئے حاضر و ناظر ہیں۔
(العیاذ بااللّٰہ تعالیٰ)

[28 : سورة القصص ، آية 44 تا 46]

[حاشیہ الصاوی (تفسیر الصاوی)، جلد 3، صفحہ 181، 182]

ولا یرضی لنفسه بالتوانی والکسل والعناد (قوله وما کنت بجانب الغربی الخ) المقصود من ذلك اقامة الحجة علی من کذب به صلی الله علیه وسلم یعنی کیف تکذبونه بعد اتیانه بتفاصیل ما حصل للامم السابقة وانبیائهم والحال انکم تعلمون انه لم یکن حاضرا ذلك ولا مشاهدا له (قوله وما کنت من الشاهدین) ان قلت ان هذا معلوم نفیه من قوله وما کنت بجانب الغربی فما ثمرة ذکره عقبه اجیب بانه لا یلزم من کونه هناك علی فرض حصول مشاهدته لذلك ولذلك قال ابن عباس لم تحضر ذلك الموضع ولو حضرته ماشاهدت ماوقع فیه (قوله بعد موسی) ای لان انبیاء بنی اسرائیل الذین یتعبدون بالتوراة کداود وسلیمان وزکریا ویحیی وذا الکفل کانوا بعد موسی (قوله واندرست العلوم) ای فکیف یاتیك الخبر من غیر

وأوحینا الیك خبر موسی وغیره (وما کنت ثاویا) مقیما (فی اهل مدین تتلوا علیهم آیاتنا) خبر ثان فتعرف قصتهم فتخبر بها (ولکنا کنا مرسلین) لك والیك باخبار المتقدمین (وما کنت بجانب الطور) الجبل (اذ) حین (نادینا) موسی ان خذ الکتاب بقوة (ولکن) ارسلناك (رحمة من ربك لتنذر قوما ما اتاهم من نذیر من قبلك) وهم اهل مکة (لعلهم یتذکرون) یتعظون (ولولا ان تصیبهم مصیبة) عقوبة (بما قدمت ایدیهم) من الکفر وغیره (فیقولوا ربنا لولا) هلا (ارسلت الینا رسولا فنتبع آیاتك) المرسل بها (ونکون من المؤمنین) وجواب لولا محذوف وما بعدها مبتدأ

(۱۸۲)

وحی (قوله وأوحینا الیك خبر موسی وغیره) ای لیکون معجزة لك وتذکیرا لقومك (قوله وما کنت ثاویا) ان قلت ان قصة مدین متقدمة علی قصة الارسال فکان مقتضی الترتیب ذکرها قبلها أجیب بان المقصود تعداد العجائب من غیر نظر للترتیب اشارة الی ان ای واحدة تکفی فی اثبات صدقه فیما یخبر به عن ربه (قوله مقیما) ای اقامة طویلة تشعر بمعرفتك قصتهم (قوله فی أهل مدین) متعلق بثاویا (قوله ولکنا کنا مرسلین) ای وأنزلنا علیك کتابا فیه هذه الاخبار تتلوها علیهم ولولا ذلك ما علمتها ولم تخبرهم بها (قوله وما کنت بجانب الطور اذ نادینا) ای کما لم تحضر یا محمد جانب المکان الغربی اذ ارسل الله موسی الی فرعون فکذلك لم تحضر بجانب الطور اذ نادینا موسی لما اتی المیقات مع السبعین لاخذ التوراة وبین الارسال وایتاء التوراة نحو ثلاثین سنة وهذا بالنظر للعالم الجسمانی لاقامة الحجة علی الخصم واما بالنظر للعالم الروحانی فهو حاضر رسالة کل رسول وما وقع له من لدن آدم الی ان ظهر بجسمه الشریف ولکن لایخاطب به أهل العناد (قوله ما أتاهم من نذیر من قبلك) ای لوجودهم فی فترة بینك وبین عیسی وهی ستمائة سنة (قوله ولولا ان تصیبهم الخ) لولا حرف امتناع لوجود وان وما بعدها فی تأویل مصدر مبتدأ وخبره محذوف وجوبا تقدیره موجود کما قال المفسر (قوله فیقولوا) عطف علی تصیبهم والفاء للسببیة (قوله وجواب لولا) ای الاولی وأما الثانیة فهی تحضیضیة (قوله لولا هلا الخ) ای فالمعنی الاول

[**نوٹ:** اِس عقیدے کو بنانے کے لئے، قُرآن و سنت کے جو دلائل پیش کیّے جاتے ہیں، وہ بھی آگے بیان کیّے جائیں گے۔]

اِس عقیدے کے بانی اہِلسنت (بریلوی، دیوبندی، چند اہِلحدیث عُلماء) کے مشترکہ بُزرگ ہیں.. جِن کا نام **《شاہ عبدالحقّ محدثِ دہلوی》** ہے۔ اور وہ 1052ھ میں فوت ہوئے۔

اِن کی مشہور کتاب **"مدارجُ النبوّت"** ہے، جِس میں اُنھوں نے **قُرآن و سنت کے دلائل کے بغیر**، حاضر و ناظر کا عقیدہ اُمت میں داخل کر دیا ہے‼️ پہلے پہل صوفیاء کے ہاں یہ عقیدہ ٹوٹی پھوٹی حالت میں موجود تھا لیکن شاہ عبدالحق محدثِ دہلوی نے بڑھا چڑھا کر پیش کیّا..

مدارج النبوت [۱۸۴] جلد اول

P# 184 جلد 1

صحابہ کرام السلام علی النبی کہتے تھے نہ کہ صیغہ خطاب سے (واللہ اعلم)۔
بعض عرفاء کے کلام میں واقع ہوا ہے کہ نمازی کا التحیات میں صیغہ خطاب سے حضور پر سلام عرض کرنا حضور اکرم ﷺ کی روح مقدس کے شہود و ملاحظہ کرنے اور تمام موجودات میں روح مقدس کے ذراری سرایت کرنے خصوصاً نمازیوں کی روحوں میں جلوہ فگن ہونے کی بناء پر ہے۔ غرضیکہ نماز کی حالت میں حضور اکرم ﷺ کے شہود حضور اور وجود گرامی سے جلوہ فگن ہونے سے غافل و بے خبر نہ رہنا چاہیے۔ اور امید رکھنا چاہیے کہ حضور اکرم ﷺ کی روح پُر فتوح پر فیوضات وارد ہوں۔ اور انہی خصائص میں سے یہ ہے کہ ہر اس

[مدارجُ النبوّت (عربی) ، جلد 1، صفحہ 135]
[مدارجُ النبوّت (مترجم)، جلد 1، صفحہ 184، چیپٹر 5، ذِکرِ فضائلِ آنحضرت ﷺ]

(استغفراللّٰہ من ذالک) یعنی اُنہوں نے کہا ہے کہ:
بعض عارفین فرماتے ہیں کہ نماز میں 'أَيُّهَا النَّبِيُّ' کا خطاب اِس لیے ہے کیونکہ حقیقتِ محمدﷺ **موجودات** اور **ممکنات** کے ذرّے ذرّے میں موجود ہیں، اِس لیے نبیﷺ نمازوں کی ذات میں بھی موجود اور حاضر ہیں لہذا نمازی اِس معنی اور شَہوَت سے غافل نہ ہو۔ تاکہ قُرب کے نور اور معرفت کے اثرات سے واضح ہو جائے۔

اور پھر یہی عقیدہ دیوبند کے **《رشید احمد گنگوہی صاحب》**، **《احمد رضا خان بریلوی صاحب》 اور 《مفتی احمد یار خان نعیمی صاحب》** نے جاء الحق میں بیان کیا ہے... اِن کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

----

1) دیوبند مکتبہ فکر کے سب سے بڑے بزرگ **رشید احمد گنگوہی صاحب** (1323ھ میں فوت ہوئے)۔ اُن کی کتاب **"اِمدادُالسلوک"** میں ہے کہ

[امداد السلوک، صفحہ 67 اور 68، فصل 2، شیخ کی ضرورت]

جائے) نیز مرید کو یقین کے ساتھ یہ جاننا چاہیئے کہ شیخ کی رُوح کسی خاص جگہ میں مقید و محدود نہیں ہے۔ پس مرید جہاں بھی ہوگا خواہ قریب ہو یا بعید تو گو شیخ کے جسم سے دور ہے لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں۔ جب اس مضمون کو پختگی سے جانے رہیگا

اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے گا تو ربط قلب پیدا ہو جائے گا اور ہر دم استفادہ ہوتا ہے گا اور مرید کو جب کسی واقعہ کے کھولنے میں شیخ کی حاجت پیش آئے گی تو شیخ کو اپنے قلب میں حاضر مان کر بزبانِ حال سوال کرے گا اور ضرور شیخ کی روح باذن خداوندی اس کو القا کر دے گی۔ البتہ ربط تام شرط ہے اور شیخ کے قلب سے ربط ہی کے سبب اس

ارشادُ الملوک ترجمہ اِمداد السّلوک ماخوذ از رسالہ مکیہ
یعنی
[اِمدادُ السّلوک] اردو
تصوف و اخلاق کی معروف بلند پایہ کتاب
مصنف : حضرۃ شیخ قطب الدین دمشقی نور اللہ مرقدہٗ
مؤلف : امام ربانی حضرۃ مولانا رشید احمد گنگوہی قدس سرہٗ
محشی : حضرۃ مولانا حافظ محمد ضامن شہید قدس اللہ سرہٗ
مترجم : حضرۃ مولانا محمد عاشق الٰہی میرٹھی نور اللہ مرقدہٗ
مقدمہ : شیخ الحدیث حضرۃ مولانا محمد زکریا سہارنپوری قدس سرہٗ
دارُ الکتاب دیوبند (یو۔پی)

یعنی 'فنا فی الشَیخ' کا عقیدہ لکھتے ہیں کہ :

"مُرید یہ یقین رکھے کہ شَیخ کی روح ایک جگہ پر محدود نہیں ہے، مُرید دُور ہو یا قریب اگرچہ پیر کے جسم سے دور ہے لیکن روحانیت سے دُور نہیں، مُرید کو چاہئے کہ ہر وقت پِیر کا تصوّر رکھے اور دلی تعلق ظاہر بھی ہو۔ دل میں اپنے پِیر کو حاضر رکھ کر اپنے پِیر سے مدد مانگے، اللّٰہ کے حکم سے روحِ پیر اُس پر القا (حاضر) کر دی جائے گی۔

[کتاب: اِمدادُالسلوک (عربی) ، صفحہ 10]
[کتاب: اِمدادُالسلوک (مترجم)، صفحہ 67 تا 68، فصل 2، شیخ کی ضرورت]

اپنے عقیدے کو مضبوط بنانے کے لئے اللّٰہ کا نام لے لیّا...!! (انّا للّٰہ و انّا علیہ راجیعون) جبکہ اللّٰہ کا حُکم صرف اور صرف پیغمبروں کو آتا ہے!!
مُمکن ہے کہ یہ لوگ اپنے بزرگوں کو پیغمبر کا درجہ دیتے ہیں!! پس

Surat No 39 : Ayat No 32

فَمَنۡ اَظۡلَمُ مِمَّنۡ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ ...
اس سے بڑھ کر ظالم کون ہے جو اللّٰہ تعالٰی پر جھوٹ بولے؟ ...

----

2) بریلوی مکتبہ فکر کے **امام احمد رضا خان صاحب** (جو 1340ھ میں فوت ہوئے)۔ اُنہوں نے **'فنا فی الشَیخ'** کے عقیدے کو مزید کھول کر بیان کیا۔ اُن کے ملفوظات اُن کے بیٹے **مصطفیٰ رضا خان نوری صاحب** نے جمع کئے، جنہیں مفتی اعظم انڈیا بھی کہا جاتا تھا۔
(1981ء میں فوت ہوئے) اِنہی کی مشہور نعت ہے :

تُو شمّعِ رِسالت ہے   عالَم تیرا پروانہ ...

احمد رضا خان صاحب (اعلیٰ حضرت) سے **'فنا فی الشَیخ'** کا عقیدہ پوچھا گیا تو تھیوریٹیکل theoratical باتیں کرنے لگے کہ:
اپنے شَیخ کا تصوّر ہر وقت رکھا کرو، پھر درختوں، پتھروں ، دیواروں اور **نماز میں بھی** شَیخ کا خیال ہی آئے گا... (العیاذ باﷲ تعالیٰ)
اور اِس عقیدے کو مضبوط بنانے کے لئے ایک شرمناک واقعہ بھی بیان کر دیا ہے کہ جب شوہر اور بیوی صحبت (ہمبستری) کر رہے ہوتے ہیں تب بھی شَیخ اپنے مُرید سے دُور نہیں ہوتا...
(انّا للّہ و انا علیہ راجیعون!!! العیاذباﷲ تعالیٰ!!)

یوں ہے۔ [ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، حصہ دوم، صفحہ 122، عرض نمبر 5]

عرضہ حضور **فنافی الشیخ** کا مرتبہ کس طرح حاصل ہوتا ہے۔ ؟؟؟

ارشاد یہ خیال رہے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کرکے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائز ہوتے اور اس سے چھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں، پھر کچھ عرصہ کے بعد یہ حالت ہوجائے گی کہ شجر وحجر و دیوار پر شیخ کی صورت صاف نظر آئے گی، یہاں تک کہ نماز میں بھی جدا نہ ہوگی، پھر ہر حال اپنے ساتھ پاؤ گے۔

حافظ الحدیث سیدی احمد سجلماسی کہیں تشریف لے جاتے تھے، راہ میں اتفاقاً آپ کی نظر ایک نہایت حسینہ عورت پر پڑ گئی، یہ نظر اول تھی، بلا قصد تھی، دوبارہ پھر آپ کی نظر اُٹھ گئی، اب دیکھا کہ پہلو میں حضرت سیدی غوث الوقت عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ آپ کے پیر و مرشد تشریف فرما ہیں اور فرماتے ہیں احمد عالم ہو کر انہیں سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں، سیدی عبدالعزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کو جاگتے دوسری سے ہمبستری کی، یہ نہیں چاہئے۔ عرض کیا: حضور اس وقت وہ سوتی تھی۔ فرمایا: سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈالی تھی۔ عرض کیا کہ حضور کس طرح علم ہوا۔ فرمایا: جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا: ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا تو کسی وقت شیخ مرید سے جدا نہیں ہر آن ساتھ ہے۔

ملفوظاتِ اعلیحضرت
مرتبہ:
مفتی اعظم ہند
مولانا مصطفےٰ رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ

[ملفوظات احمد رضا خان، حصہ 2، صفحہ 122]

اِس پر ایک آیت بیان کروں گا، جِس میں اللہ پاک فرماتے ہیں:
Surat No 2 : Ayat No 165
بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اللہ کے شریک اَوروں کو ٹھہرا کر اُن سے ایسی محبت رکھتے ہیں ، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے اور ایمان والے اللہ کی محبت میں بہت سخت ہوتے ہیں ---

اور بزرگ کہہ کر گئے ہیں کہ درختوں، پتھروں، دیواروں حتیٰ کہ نماز میں بھی شَیخ نظر آئیں گے--!!
اگر اب بھی کوئی شخص یہ کہے کہ : اِتنےےےےے بڑے بڑے بزرگ پاگل تھے؟؟
تو وہ اپنے ایمان کی فِکر کرے---

اردو میں 《حاضر》 کا لفظ اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ بھی استعمال نہیں کرنا چاہئے .. کیونکہ ایک غلام بھی اپنے مالک کے سامنے حاضر ہوتا ہے!! اللہ تعالیٰ کے لئے بہتر لفظ 《عالِم و ناظر》 ہے۔ یعنی "عِلم رکھنے والا اور نظر رکھنے والا"۔ کیونکہ اللہ پاک اپنے عرش پر ہوتے ہوئے بھی تمام جہانوں کا علم رکھتا ہے اور اُن پر نظر رکھے ہوئے ہے۔
Surat No 7 : Ayat No 54
Surat No 10 : Ayat No 3
Surat No 13 : Ayat No 2
Surat No 20 : Ayat No 5
Surat No 25 : Ayat No 59
Surat No 32 : Ayat No 4
Surat No 57 : Ayat No 4
اَلرَّحۡمٰنُ عَلَى الۡعَرۡشِ اسۡتَوٰى۔ جو رحمٰن ہے ، عرش پر قائم ہے (جیسا کہ اُس کی شان کے لائق ہے)

اور عرش پر ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری شہ رگ سے بھی ذیادہ

قریب ہے۔

50 : سورۃ ق 16
ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اُس کے دل میں جو خیالات اٹھتے ہیں اُن سے ہم واقف ہیں اور **ہم اُس کی رگِ جان سے بھی زیادہ اُس سے قریب ہیں۔**

لہذا اللّٰہ تعالیٰ کے لئے لفظ 《عالِم و ناظر》 استعمال کرنا چاہئے۔۔۔

《《《《《《《《《 POINT-2 》》》》》》》》》

"یہاں وہ قُرآن کی آیات اور احادیث بیان ہوں گی، جن کو بُنیاد بنا کر 《حاضر و ناظر》 کے نام کا عقیدہ اُمت میں inject (داخل) کیا گیا ہے۔۔۔"

Surat No 33 : Ayat No 45
یٰۤاَیُّہَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ شَاہِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیۡرًا
اے نبی! یقیناً ہم نے ہی آپ کو (رسول بنا کر) **گواہیاں دینے والا**، خوشخبریاں سنانے والا، آگاہ کرنے والا بھیجا ہے۔

[نوٹ: احمد رضا خان صاحب نے [کنزالایمان] میں اِس جگہ پر 《شاھد》 کا لغت میں ترجمہ "حاضر و ناظر" کیّا ہے، جس کا ذکر آگے آئے گا]

اِس میں ایک لفظ ہے 《شَاہِد》 اور اِسی سے 《شُھَدَآء》 اور 《شَھِیدٌ》 بنتا ہے۔ جس کا مطلب "گواہ" ، "دیکھنے والا" ، "موجود" ہوتا ہے، یعنی جو موقع پر حاضر ہو۔
اور شھید (جو اللّٰہ کی راہ میں مارا جاتا ہے) کو شہید اِسی لئے کہتے ہیں کیونکہ وہ اپنی جان، اللّٰہ کی راہ میں قُربان کر کے، اپنے عمل سے اِس بات کی گواہی دے دیتا ہے کہ جو میرا یقین ہے میں اُس پر

محسن طریقے (دل و جان) سے قائل ہوں۔

پورے قرآن میں جہاں بھی 《شاہد》 یا 《شہید》 کا لفظ استعمال ہوا ہے وہ "لغت کے معنوں" میں استعمال نہیں ہوا۔۔!! (سوائے چند ایک مقامات کے) بلکہ اصطلاحی طور پر اِستعمال ہوا ہے، مثال کے طور پر:

عربی میں 《رسول》 کا معنی ہے "پیغام لانے والا"، اور عربی لغت میں ہی postman یا ڈاکیے کے لئے بھی لفظ 《رسول》 ہی استعمال ہوتا ہے۔ لیکن دین کی اصطلاح میں 《رسول》 کا مطلب "ڈاکیا" نہیں ہو گا۔۔!!! بلکہ اِس کا مطلب "اللّٰہ کا پیغام پہنچانے والا" مقرب بندہ ہو گا۔

اصطلاح میں 《رسول》 کا معنی کُچھ اَور ہوا اور لغت میں 《رسول》 کا معنی کچھ اَور ہوا۔ بلکل اِسی طریقے سے 《شاہد اور شہید》 کا لغت میں معنی "گواہ، حاضر اور موجود" ہی ہو گا !! لیکن اِسلام کی اِصطلاح میں 《شاہد اور شہید》 کا معنی کُچھ اَور ہے!! جو اگلی آیت پڑھنے سے واضح ہو گا۔۔

---

4 : سورة النساء 41 [ترجمہ: کنزالایمان]

فَكَيۡفَ اِذَا جِئۡنَا مِنۡ كُلِّ اُمَّةٍۢ بِشَهِيۡدٍ وَّ جِئۡنَا بِکَ عَلٰى هٰۤؤُلَاۤءِ شَهِيۡدًا۔
تو کیسی ہو گی جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں اور اے محبوب! تمہیں اُن سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں۔

یعنی ہر اُمت میں سے وقت کا پیغمبر نکلے گا اور وہ گواہی دے گا کہ میں نے اللہ کا پیغام اپنی اُمت کو پہنچا دیا تھا۔ اور اِس آیت کی تفسیر، احادیث میں بھی موجود ہے۔ نبی ﷺ تو اِس آیت کو سُن کر رونے لگتے تھے۔۔

Sahih Bukhari Hadees # 5049, 5050
Sahih Muslim Hadees # 1867, 1869
Abu Dawood Hadees # 3668

مجھ سے **نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ** مجھے قرآن پڑھ کر سناؤ۔ **میں نے عرض کیا**: یا رسول اللہ! میں آپ کو پڑھ کر سناؤں، آپ پر تو قرآن مجید نازل ہوتا ہے۔ **نبی کریم ﷺ نے فرمایا** ہاں سناؤ۔ میں قرآن مجید دوسرے سے سننا محبوب رکھتا ہوں۔ چنانچہ میں نے سورۃ نساء پڑھی جب میں آیت **«فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا»** پر پہنچا تو **نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ** اب بس کرو۔ میں نے آپ کی طرف دیکھا تو **نبی ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔** Sahih Hadees

ہمیں صرف یہ بتایا جاتا ہے کہ قیامت کے دن نبی ﷺ ہماری شفاعت کریں گے، (ان شاء اللہ ضرور کریں گے) لیکن یہ نہیں بتایا جاتا کہ قیامت والے دن، نبی ﷺ ہماری شکایت بھی کریں گے۔۔

Surat No 25 : Ayat No 30

اور رسولِ (اکرم ﷺ) عرض کریں گے کہ اے میرے پروردگار! بیشک میری اُمت نے اِس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا۔

جس شخص کی شکایت نبی ﷺ لگا دیں گے تو پھر اُس کی شفاعت کون کرے گا؟؟؟

[نوٹ: **احمد رضا خان صاحب** نے اِس جگہ پر 《شاھد》 کا لغت میں ترجمہ "حاضر ناظر" کیّا ہے] [ترجمہ: کنزالایمان]

33 Surat-ul-Ahzaab Ayat # 45

Selected Translation Kanzul Eman

۔ (اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر (ف۱۱۰) اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا (ف۱۱۱)

لغت کے اعتبار سے یہ ترجمہ بالکل ٹھیک ہے لیکن اگر یہی (لغت والا ترجمہ) ہی مانا جائے گا تو کیا جہاں جہاں 《رسول》 کا لفظ آیا ہے وہاں "ڈاکیہ یا پوسٹ مین" کا ترجمہ بھی کیّا جا سکتا ہے؟؟؟ (معاذ اللّٰہ، استغفراللّٰہ) ‼️

قرآن میں اصطلاح کا ترجمہ ہے اور قرآن اپنی حفاظت کرتا ہے۔ اب جو آیات آنے والی ہیں وہاں پر **احمد رضا خان صاحب** نے بھی ترجمہ ٹھیک کر دیا ہے اور اِس لیے ترجمہ ٹھیک کر دیا ہے کہ اگر یہاں پر ترجمہ ٹھیک نہ کرتے تو پوری اُمت کو حاضر و ناظر ماننا پڑ جانا تھا۔

اِسی لئے اُنھوں نے بھی وہاں 《شہید کا، شہداء کا اور شاہد کا》 ترجمہ "گواہ" کیا ہے۔ تو اُنھوں نے اپنی مخالفت خود ہی کر دی۔

جس طرح نبیﷺ پوری اُمت پر گواہ ہیں اُسی طرح یہ اُمت بھی پوری انسانیت کے لئے گواہ ہے اور اِس کا ذکر اگلی آیت میں ہے۔

2 : سورة البقرة 143 [ترجمہ: کنزالایمان]
وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا **شُهَدَآءَ** عَلَى النَّاسِ وَ يَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ **شَهِيْدًا**ؕ ---
اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیّا سب امتوں میں افضل ، کہ تم (اُمت) لوگوں پر **گواہ** ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و **گواہ** (ہیں) ---

یعنی نبیﷺ ، اللّٰہ کا دین اُمت تک پہنچائیں گے اور پھر اُمت تصدیق کے بعد وہ پیغام باقی اُمت تک پہنچا کر گواہ بنے گی۔
[**نوٹ**: اِس حوالے سے احادیث آگے ذکر ہوں گی]

اگلی آیت میں بھی **احمد رضا خان صاحب** نے ترجمہ "حاضر ناظر" نہیں کیا!! بلکہ "گواہ" ہی کیا ہے---

22 : سورة الحج 78 [ترجمہ: کنزالایمان]
---ؕ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۙ۬ مِنْ قَبْلُ وَ فِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ **شَهِيْدًا** عَلَيْكُمْ وَ تَكُوْنُوْا **شُهَدَآءَ** عَلَى النَّاسِ ---
اللّٰہ نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے اگلی کتابوں میں اور اِس قرآن میں تاکہ رسول تمہارا نگہبان و **گواہ** ہو اور تم (امت) اَور لوگوں پر **گواہی** دو ---

[**نوٹ**: اللّٰہ نے ہمارا نام "مسلمان" رکھا ہے، اِسی لئے ہمیں بھی فِرقہ واریت سے بالا تر ہو کر (اپنے آپ کو بریلوی، دیوبندی، اہلِحدیث ،شیعہ کہنے کی بجائے) صِرف اور صِرف مسلمان کہنے پر ہی فخر محسوس کرنا چاہئے]

نبیﷺ نے اپنی وفات کے تقریباً ڈھائی مہینے پہلے، 10 ذی الحجہ کو، قربانی والے دن 《یومُ النحر》 کا خطبہ دیا جو 《خطبہ حجتہ الوداع》 کے بعد والا خطبہ ہے۔

Sahih Bukhari H # 4406, 5550, 7447
Sahih Muslim H # 4383, 4386

... قَالَ : ... ، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَسَيَسْأَلُكُمْ عَنْ أَعْمَالِكُمْ ، أَلَا فَلَا تَرْجِعُوا بَعْدِي ضُلَّالًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ ، أَلَا لِيُبَلِّغْ **الشَّاهِدُ** الْغَائِبَ فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يُبَلَّغُهُ أَنْ يَكُونَ أَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ ، فَكَانَ مُحَمَّدٌ إِذَا ذَكَرَهُ ، يَقُولُ : صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ : أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ مَرَّتَيْنِ .

... آپﷺ نے فرمایا: ... تم بہت جلد اپنے رب سے ملو گے اور وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں سوال کرے گا۔ ہاں، پس میرے بعد تم گمراہ نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ ہاں اور **جو یہاں موجود ہیں** وہ اُن لوگوں کو پہنچا دیں جو موجود نہیں ہیں، ہو سکتا ہے کہ جسے وہ پہنچائیں اُن میں سے کوئی ایسا بھی ہو جو یہاں بعض سننے والوں سے زیادہ اُس (حدیث) کو یاد رکھ سکتا ہو... پھر **آپﷺ نے فرمایا کہ** تو کیا میں نے (دین) پہنچا دیا۔ آپﷺ نے دو مرتبہ یہ جملہ فرمایا۔ Sahih Hadees

حجتہ الوداع کے موقع پر آپﷺ نے 3 مرتبہ کہا۔۔ تاکہ بعد میں کوئی مُکر نہ جائے کہ، نبیﷺ نے ہم تک پیغام نہیں پہنچایا ... کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام کے اُمّتی مُکر جائیں گے کہ ہمارے نبی نے ہمارے تک پیغام نہیں پہنچایا تھا۔ (حوالہ آگے آئے گا)

اِس حدیث میں بھی **《شاھِد》** کا لفظ آیا ہے۔ تو کیا سب صحابہ اِکرامؓ بھی حاظر ناظر ہیں؟؟؟ نہیں!! بلکہ **'گواہی دینے والے'** ہوں گے۔ لہذا قرآن میں بھی 《شاھد》 کا اصطلاحی ترجمہ "گواہ" ہی بنے

گا۔۔ نہ کہ "حاضر ناظر" !!

Sahih Muslim   Hadees # 2950

(**آپ ﷺ نے فرمایا**) : تم سے (قیامت میں) میرے بارے میں سوال ہو گا تو پھر تم کیا کہو گے؟ اُن سب (صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور رسالت کا حق ادا کیا اور اُمت کی خیرخواہی کی ۔ پھر آپ ﷺ اپنی انگشت شہادت (شہادت کی انگلی) آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور لوگوں کی طرف جھکاتے تھے اور **فرماتے تھے کہ** اے اللہ! گواہ رہنا ، اے اللہ! گواہ رہنا ، اے اللہ! گواہ رہنا ۔ تین بار (یہی فرمایا اور یونہی اشارہ کیا)

سورۃ البقرۃ کی آیت 143 کی تفسیر کے حوالے سے مزید احادیث مُلاحظہ ہوں جِس میں ﴿شُہَدَآءَ عَلَی النَّاسِ﴾ کا ذکر ہے۔

Sahih Bukhari   H # 3339, 4487, 7349
Musnad Ahmad   H # 8491, 10322
Mishkaat   H # 5553

نبی کریم ﷺ نے فرمایا "(قیامت کے دن) نوح علیہ السلام بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ دریافت فرمائے گا، کیا (میرا پیغام) تم نے پہنچا دیا تھا؟ **نوح علیہ السلام عرض کریں گے** "میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا تھا۔ اے رب العزت!"

اب اللہ تعالیٰ اُن کی اُمت سے **دریافت فرمائے گا :** کیا (نوح علیہ السلام نے) تم تک میرا پیغام پہنچا دیا تھا؟ **وہ جواب دیں گے:**

"نہیں، ہمارے پاس تیرا کوئی نبی نہیں آیا۔" اِس پر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام سے **دریافت فرمائے گا :** اُس کے لیے آپ کی طرف سے کوئی گواہی بھی دے سکتا ہے؟ **وہ عرض کریں گے کہ :** محمد ﷺ اور اُن کی اُمت (کے لوگ میرے گواہ ہیں) چنانچہ ہم اُس بات کی شہادت دیں گے کہ نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا پیغام اپنی قوم تک پہنچایا تھا اور یہی مفہوم اللہ جل ذکرہ کے اُس ارشاد کا ہے

سورة البقرة آية 143 : 2
وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا **شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ** "اور اِسی طرح ہم نے تمہیں اُمتِ وسط بنایا ' تاکہ تم **لوگوں پر گواہی** دو۔" اور «وسط» کے معنی درمیانی کے ہیں۔ Sahih Hadees

سوال: نوح علیہ السلام کے کہنے سے نبیﷺ بھی اور آپﷺ کی اُمت (یعنی ہم) بھی گواہی دیں گے۔ اگر "گواہ" کے معنی وہی لیا جائے جو احمد رضا خان صاحب ، رشید احمد گنگوہی صاحب اور عبدالحق محدثِ دہلوی صاحب نے لیا ہے (یعنی "حاضر ناظر") تو پھر
اِس طرح تو پوری کی پوری اُمت بھی حاضر و ناظر ہو گئی ہے، ہم سب حاضر و ناظر ہو گئے ہیں؟؟؟ (العیاذباللّٰہ تعالیٰ)

ہمیں پتا ہے کہ ہم حاضر و ناظر نہیں ہیں اور نہ ہی ہم نے نوح علیہ السلام کو دیکھا ہے، تو ہم گواہی کِس بُنیاد پر ہو گی؟؟؟

جواب: ہم جو گواہی دیں گے وہ کِتابُ اللّٰہ (یعنی قرآن) کی وجہ سے دیں گے۔ کیونکہ

سورة نوح 2، 3، 5، 9 : 71
(نوح علیہ السلام نے) کہا اے میری قوم! میں تمہیں صاف صاف ڈرانے والا ہوں۔ کہ تم اللّٰہ کی عبادت کرو اور اُسی سے ڈرو اور میرا کہنا مانو۔ (نوح علیہ السلام نے) کہا اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف بلایا ہے۔بیشک میں نے اُن سے اعلانیہ بھی کہا اور چپکے چپکے بھی۔

نبیﷺ کے اِس دُنیا میں آنے سے پہلے ہمیں یہ بھی نہیں پتا تھا کہ نوح علیہ السلام کے نام کا کوئی نبی موجود تھا یا نہیں... لہذا ہم حاضر و ناظر نہیں ہیں!! بلکہ صرف قرآن کی بدولت، ہم، اللّٰہ کے سامنے گواہی دینے والے ہوں گے۔

[نوٹ: عام انسان کے لئے مسئلہ 《حاضر و ناظر》 سمجھنے کے لئے اتنی گفتگو کافی ہے۔ لیکن اِس کو مزید بیان کرنا ہماری مجبوری ہے، کیونکہ یہ مسئلہ sub continent اِنڈیا، پاکستان، بنگلہ دیش میں بہت ذیادہ پایا جاتا ہے۔]

بعض بڑےےےے بڑے 2 بزرگوں نے احادیث کی روشنی میں قرآن کی تفسیر کرنے کی بجائے اپنی طرف سے ہی تفسیر کر کے 《مسئلہ حاضر و ناظر》 کو ہَوا دینے کی کوشش کی ہے۔ اور اِن بزرگوں کو بریلوی، دیوبندی اور بعض اہلِحدیث بھی مانتے ہیں۔

پہلے بزرگ **"شاہ عبدالعزیز محدثِ دہلوی صاحب"** ہیں۔ (جو 1239ھ میں فوت ہوئے)۔ اُنہوں نے **《تفسیرِ عزیزی》** لکھی اور
دوسرے دیوبند کے بڑے بزرگ **"علامہ شبّیر احمد عثمانی صاحب"** ہیں۔ جِنہوں نے 《محمد علی جناح (قائدِاعظم)》 کا جنازہ بھی پڑھایا تھا۔ (1369ھ میں فوت ہوئے)۔ اُنہوں نے **《تفسیرِ عثمانی》** لکھی۔

اِنہوں نے اُس آیت کی تفسیر احادیث سے لِکھنے کی بجائے اپنی طرف سے تفسیر لِکھ دی **اور کہا کہ:**
"آپ ﷺ اُمت پر گواہ ہیں، کیونکہ پوری اُمت کے نامہِ اعمال آپ ﷺ کی قبرِ مبارک میں پیش کئے جاتے ہیں، اِس لئے آپ ﷺ اُمت کی گواہی دیں گے، آپ ﷺ امت کے حالات سے واقف ہیں۔" (العیاذباللّٰہ تعالیٰ)

سیقول ۲ — ۸۸ — البقرۃ ۲

سورۃ 2، آیت 143

وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا ؕ وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِىْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ؕ وَ اِنْ كَانَتْ لَكَبِيْرَةً اِلَّا عَلَى الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ ؕ وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِيْعَ اِيْمَانَكُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۴۳﴾

اور اسی طرح کیا ہم نے تم کو امت معتدل تاکہ ہو تم گواہ لوگوں پر اور ہو رسول تم پر گواہی دینے والا [۱۰۱] اور نہیں مقرر کیا تھا ہم نے وہ قبلہ کہ جس پر تو پہلے تھا مگر اس واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہے گا رسول کا اور کون پھر جائے گا الٹے پاؤں [۱۰۲] اور بیشک یہ بات بھاری ہوئی مگر ان پر جن کو راہ دکھائی اللہ نے [۱۰۳] اور اللہ ایسا نہیں کہ ضائع کرے تمہارا ایمان بیشک اللہ لوگوں پر بہت شفیق نہایت مہربان ہے [۱۰۴]

۱۰۱۔ اُمت محمدیہ کے فضائل: یعنی تمہارا ایسا قبلہ کعبہ ہے جو حضرت ابراہیم کا قبلہ اور تمام قبلوں سے افضل ہے ایسا ہی ہم نے تم کو سب امتوں سے افضل اور تمہارے پیغمبر کو سب پیغمبروں سے کامل اور برگزیدہ کیا تاکہ اس فضیلت اور کمال کی وجہ سے تم تمام امتوں کے مقابلے میں گویا مقبول الشہادۃ قرار دیے جاؤ اور محمد رسول اللہ ﷺ تمہاری عدالت و صداقت کی گواہی دیں جیسا کہ احادیث میں وارد ہے کہ جب پہلی امتوں کے کافر اپنے پیغمبروں کے دعوے کی تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم کو تو کسی نے بھی دنیا میں ہدایت نہیں کی اس وقت آپ کی امت انبیاء کے دعوے کی صداقت پر گواہی دے گی اور رسول اللہ ﷺ جو اپنے امتیوں کے حالات سے پورے واقف ہیں ان کی صداقت و عدالت پر گواہ ہوں گے اس وقت وہ امتیں کہیں گی کہ انہوں نے تو ہمارا زمانہ پایا نہ ہم کو دیکھا پھر گواہی کیسے مقبول ہو سکتی ہے اس وقت آپ کی امت جواب دے گی کہ ہم کو خدا کی کتاب اور اس کے رسول کے بتلانے سے اس امر کا علم یقینی ہوا اس کی وجہ سے ہم گواہی دیتے ہیں۔ فائدہ: وسط یعنی معتدل کا یہ مطلب ہے کہ یہ امت ٹھیک سیدھی راہ پر ہے جس میں کچھ بھی کجی کا شائبہ نہیں اور افراط و تفریط سے بالکل بری ہے۔

منزل ۱

اگر اِن کی یہ بات مان لی جائے، تو کیا ہم سب لوگوں کی قبروں میں، حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت کے نامہِ اعمال پیش کیے جاتے ہیں؟؟؟ کیونکہ ہم (اُمت) نے بھی تو حضرت نوح علیہ السلام کی اُمت کی گواہی دینی ہے!!!

جبکہ احادیث میں ہے کہ نامہِ اعمال اللہ کو پیش کئے جاتے ہیں

Sahih Muslim H # 6546, 6547
Jam e Tirmazi H # 747
Sunan Nasai H # 2360
Silsila tus sahiha H # 2231
Mishkaat H # 2056, 5030
Musnad Ahmad H # 3971, 9782, 11364

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "سوموار اور جمعرات کو اعمال 'اللہ کے حضور (بارگاہ)' پیش کئے جاتے ہیں، میری خواہش ہے کہ میرا عمل اِس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزے سے ہوں" Sahih Hadees

لہذا نبیﷺ کو ہمارے نامِ اعمال پیش نہیں کیے جاتے‼️ بلکہ اللّٰہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ البتّہ

Sunnan e Nisai Hadees # 1283
Silsila tus sahiha Hadees # 3424
Musnad Ahmad Hadees # 5717
Mishkaat Hadees # 924

رسول اللّٰہﷺ نے فرمایا: اللّٰہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے ہیں جو زمین میں گھومتے رہتے ہیں، وہ مجھ تک میرے اُمتیوں کا سلام پہنچاتے ہیں۔ Sahih Hadees

ہمارے نامِ اعمال نبیﷺ تک نہیں پہنچتے بلکہ صِرف ہمارا 《سلام》 ہمارے محبوبﷺ تک پہنچتا ہے۔ (الحمداللّٰہ) اور اِس سلام پہنچنے کی کیفیت بھی بَرزخی ہوتی ہے (یعنی کوئی بھی اندازہ نہیں کر سکتا)

Abu Dawood Hadees # 2041
Silsila tus sahiha Hadees # 2936
Mishkaat Hadees # 925

آپﷺ نے فرمایا: جو شخص مجھے سلام بھیجتا ہے تو اللّٰہ تعالیٰ میری روح مجھ میں واپس لوٹا دیتا ہے حتیٰ کہ میں اُسے جواب دیتا ہوں Sahih Hadees

یہ سب بَرزخی معاملات ہیں، یہ متشابہات ہیں، اِن کی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہئے‼️ ورنہ جسم میں روح کا ڈالنا اور نکالنا ایک تکلیف دہ عمل ہے کیونکہ

Sahih Bukhari Hadees # 4462
Ibn e Maja Hadees # 1629

Musnad Ahmad Hadees # 3021
Mishkaat Hadees # 5961

جب رسول اللہ ﷺ نے موت کی سختی محسوس کی تو **فاطمہ** ؓ **کہنے لگیں**: ہائے میرے والد کی سخت تکلیف!
یہ سن کر **رسول اللہ ﷺ نے فرمایا**: آج کے بعد تیرے والد پر کبھی سختی نہ ہو گی، اور تیرے والد پر وہ وقت آیا ہے جو سب پر آنے والا ہے، اب قیامت کے دن ملاقات ہو گی۔ Sahih Hadees

----

Sahih Bukhari Hadees # 1202

ہم پہلے نماز میں یوں **کہا کرتے تھے** فلاں پر سلام اور نام لیتے تھے۔ اور آپس میں ایک شخص دوسرے کو سلام کر لیتا۔ **نبی کریم ﷺ نے سن کر فرمایا** اس طرح کہا کرو۔
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔
”یعنی ساری تحیات، بندگیاں اور کوششیں اور اچھی باتیں خاص اللہ ہی کے لیے ہیں اور **اے نبی! آپ پر سلام ہو،** اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں نازل ہوں۔ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے سب نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اُس کے بندے اور رسول ہیں۔“
اگر تم نے یہ پڑھ لیا تو گویا اللہ کے اُن تمام صالح بندوں پر سلام پہنچا دیا ، جو آسمان اور زمین میں ہیں۔ Sahih Hadees

نماز میں بھی یہی عقیدہ ہونا چاہئے کہ نبی ﷺ تک ہمارا سلام، اللہ تعالیٰ کے ذریعے، پہنچا دیا جاتا ہے ، نہ کہ آپ ﷺ خود حاضر ہو کر سنتے ہیں!! جِس کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ روحانی طور پر حاضر ناظر ہو کر سنتے ہیں تو اُس شخص کا عقیدہ قرآن و حدیث کے 100% خلاف ہے، اور نبی ﷺ کی شان میں گستاخی ہے---!!
اب اللہ کی مرضی ہے کہ وہ ہمارا سلام فرشتوں کے ذریعے پہنچائے یا ہواوں کے ذریعے پہنچائے۔ ہمارا کام صِرف اللہ کے ذریعے پہنچانا ہے۔

اِسی طرح جب ہم نبی ﷺ پر درود بھیجتے ہیں تو "اللھم (اے اللہ!)" کہہ کر ہی بھیجتے ہیں۔

لوگوں میں "ردّ المختار" اور "درّ مختار (فتاویٰ شامی)" کے لحاظ سے ایک غلط بات مشہور ہوئی ہے کہ نماز والی گفتگو، اللہ اور رسول کے درمیان، معراج کے موقع پر ہوئی اور نبی ﷺ کو جواب میں ﴿السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ﴾ کہا گیا---!!! جبکہ یہ جھوٹی بات ہے اور کِسی بھی صحیح حدیث میں موجود نہیں ہے!! حالانکہ حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ یہ دعا ہمیں قرآن کی طرح سکھاتے تھے۔

Sahih Bukhari H # 6265
Sahih Muslim H # 902, 903
Sunan Nasai H # 1172, 1175, 1279

عبداللہ بن مسعود ؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا، اُس وقت میرا ہاتھ نبی کریم ﷺ کی ہتھیلیوں کے درمیان میں تھا (اِس طرح سکھایا) جس طرح آپ **قرآن کی سورت** سکھایا کرتے تھے۔

﴿التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ ... عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔﴾ تک

(نبی کریم ﷺ اُس وقت حیات تھے۔ جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم (خطاب کا صیغہ کے بجائے) اِس طرح پڑھنے لگے «السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ» یعنی نبی کریم ﷺ پر سلام ہو۔) Sahih Hadees

[نوٹ: ابنِ مسعود ؓ کا ﴿السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ﴾ پڑھنے والا قول (عملاً اور عقلاً) شاذ ہے اور اُن کا اپنا عمل ہے۔ کیونکہ اِسے اُمت نے قبول نہیں کیّا، یہی وجہ ہے کہ آج بھی ہم نماز میں یہ نہیں پڑھتے۔ اور ویسے بھی نبی ﷺ جب مدینہ میں تھے، تو مکّہ والے (مِیلوں دُور سے) بھی ﴿السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ﴾ ہی پڑھتے تھے نہ کہ ﴿السَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ﴾---!! اور اِسی پر اُمت کا اِجماع بھی ہے۔

ابنِ مسعود ؓ تو معوذتین یعنی ﴿سورۃ الِاخلاص﴾، ﴿سورۃ الفَلَق﴾ اور ﴿سورۃ النّاس﴾ کو قرآن کا حصّہ نہیں مانتے تھے۔ اِن کے اِس قول کو

بھی اَمت نے قبول نہیں کیّا۔

Sahih Bukhari Hadees # 4977

عبداللہ بن مسعود ؓ کہتے ہیں کہ سورۃ معوذتین (یعنی《سورۃ الاِخلاص》《سورۃ الفَلق》 اور 《سورۃ النّاس》) قرآن میں داخل نہیں ہیں ---

Sahih Hadees

نبیﷺ کی قبر میں اُن کی اُمت کے نامۂ اعمال پیش ہونے والی روایت کا حوالہ مسند بزّار میں موجود ہے۔ **امام بزّار** چوتھی صدی ہجری کے امام تھے، جِنھوں نے یہ حدیث، صحت کے حکم کے بغیر، نقل کی ہے کہ :

"آپﷺ نے فرمایا کہ میری زندگی بھی تمہارے لئے رحمت ہے اور میری وفات بھی. جب میں اپنی قبر میں جاوں گا تو تمہارے نامۂ اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ جس کے اعمال اچھے ہوں گے تو میں اللہ کی تعریف (حمد) بیان کروں گا، جس کے اعمال بُرے ہوں گے تو میں اُس کے لئے استغفار کروں گا"

[مسند بزّار ، جلد 5، صفحہ 308، حدیث 1925]

مُسندِ البزّار

تأليف

الحافظ الإمام أبي بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق العتكي البزّار

(المتوفى سنة ٢٩٢ھ)

1925 – حدثنا يوسف بن موسى قال : نا عبد المجيد بن عبد العزيز بن أبي رواد عن سفيان عن عبد الله بن السائب عن زاذان عن عبد الله عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : (إن لله ملائكة سياحين يبلغوني عن أمتي السلام) قال : وقال رسول الله صلى الله عليه و سلم : (حياتي خير لكم تحدثون ونحدث لكم ووفاتي خير لكم تعرض علي أعمالكم فما رأيت من خير حمدت الله عليه وما رأيت من شر استغفرت الله لكم)

وهذا الحديث آخره لا نعلمه يروى عن عبد الله إلا من هذا الوجه بهذا الإسناد

[مسند بزار، جلد 5، صفحہ 308، حدیث 1925]

یہ روایت اُصولِ محدّثین پر ضعیف ہے کیونکہ محدّثین کا اُصول ہے کہ "مُدلِّس راوی کی 'عن' والی روایت، 'سماع کی تصریح' کے بغیر، ضعیف شمار ہوتی ہے۔ اِس روایت میں 2 راوی (**سفیان ثوری اور عبدالمجید بن ابی داود**) مُدلِّس ہیں اور 'عن' سے روایت کر رہے ہیں۔ اور دوسرا راوی ضعیف بھی ہے۔

اگر کوئی شخص یہ کہے کہ وہ محدثین کے اِس اُصول کو نہیں مانتا، یا صحیح اور ضعیف روایات کا فرق نہیں کرتا، تو اُس کو نیچے والی حدیث مان کر **اپنا ایمان برباد کرنا پڑے گا**۔

[mishkat ul masabeeh, H # 4902]

٤٩٠٢: وَعَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ: ((مَنْ تَعَزّٰى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُّوْهُ بِهَنِ أَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا)). رَوَاهُ فِي شَرْحِ السُّنَّةِ ❹

۴۹۰۲: ابی بن کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''جو شخص جاہلی نسب کی طرف نسبت کرے (اور اس پر فخر کرے) تو اس سے کہو اپنے باپ کا آلہ تناسل کاٹ کر منہ میں لے لو اور یہ بات کنایہ سے مت کہو۔''

(شرمگاہ)

يغني عنه - ❹ **سنده ضعيف** ، رواه البغوي في شرح السنة (١٣/ ١٢٠-١٢١ ح ٣٥٤١) [و احمد (٥/ ١٣٦) والبخاري فى الأدب المفرد (٩٣٦، ٩٤٦)] ☆ الحسن البصري عنعن و للحديث شواهد ضعيفة عند عبدالله بن أحمد فى زوائد المسند (٥/ ١٣٣، فيه مدلس و عنعن) وغيره۔

یعنی اپنے باپ کی شرمگاہ منہ میں رکھنا؟؟؟ (العیاذ بااللہ تعالیٰ) !!!
اِس روایت میں بھی یہی کمزوری ہے کہ (حَسنِ بصری) مُدلِّس راوی 'عن' کہہ کر بیان کرتے ہیں اور 'سماع کی تصریح' موجود نہیں ہے---
محدّثین پر کروڑوں رحمتیں ہوں ، کیونکہ اُنہوں نے احادیث پر حُکم (یعنی صحیح یا ضعیف وغیرہ) لگا کر عوام کے لئے آسانی کی اور اِسی وجہ سے منکرینِ حدیث کا منہ توڑ جواب دیّا جا سکتا ہے۔
یہ روایت قرآن اور آپ ﷺ کے اخلاق کے بھی خِلاف ہے۔ نبی ﷺ اتنی بےہودہ بات کبھی نہیں کر سکتے کیونکہ

68 : سورۃ القلم 4
وَ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ۔
اور بیشک (محمد ﷺ) بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہے۔

Sahih Muslim Hadees # 6032
Ibn e Maja Hadees # 4180
Musnad Ahmad Hadees # 11207

رسول اللہ ﷺ اُس کنواری لڑکی سے زیادہ حیا کرنے والے تھے جو پردے میں ہوتی ہے--- Sahih Hadees

----

33 : سورۃ الاحزاب 6

ایمان والوں کے لیے یہ نبی اُن کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریب تر ہیں، اور اِس کی بیویاں اُن کی مائیں ہیں ---

آپ حیران ہوں گے کہ اِس آیت میں سے بھی **《قاسم نانوتوی صاحب》** نے حاضر و ناظر کا عقیدہ نکال لیا ہے۔

آیت "اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى" سے تائید اور اس کا مفہوم:

پر آیت: "اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ"(۱) ملانے کی ضرورت ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو صغریٰ بنایئے، اور "اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" کو کبریٰ۔ دیکھیے یہ نتیجہ نکلتا ہے یا نہیں۔

صورت اس کی یہ ہے کہ: "اَلنَّبِيُّ أَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ" کو بعد لحاظ صلہ "من أنفسهم" کے دیکھیے، تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ: رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی

(۱) سورۃ الاحزاب: ۶۔

تحذیر الناس ۳۲

جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں؛ کیوں کہ "اولیٰ" بمعنی "اقرب" ہے۔ اور اگر بمعنی "احب" یا "اولی بالتصرف" ہو، تب بھی یہی بات لازم آئے گی؛ کیوں کہ احبیت اور اولویت بالتصرف کے لیے اقربیت تو وجہ ہوسکتی ہے، پر بالعکس نہیں ہوسکتا۔

یعنی **قاسم نانوتوی صاحب نے کہا کہ** : آپ ﷺ فزیکلی physically قریب ہیں، اگر قریب سے مراد 'محبت' بھی لے لیا جائے تب بھی فزیکلی قریب ہی ہیں۔

جبکہ

آپ ﷺ فزیکلی (مادی طور پر) قریب نہیں ہیں بلکہ دِل کے قریب (یعنی محبوب) ہیں۔ نبی ﷺ اُمت کے محبوب ترین انسان ہیں اور اُن کی بیویاں اُمت کی مائیں ہیں۔ یعنی ماں کا درجہ، نبی ﷺ کی بیویوں کو دیتے ہیں اور سب سے بڑھ کر نبی ﷺ سے پیار کرتے ہیں۔ اِس کی تفسیر احادیث میں بھی موجود ہے۔

Sahih Bukhari H # 2399, 4781
Sahih Muslim H # 4159 to 4161
Musnad Ahmad H # 11082

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، ہر مومن کا مَیں دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ قریب ہوں۔ اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو «النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ۔» "نبیﷺ مومنوں سے اُن کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔" اِس لیے جو مومن بھی انتقال کر جائے اور مال چھوڑ جائے تو چاہئے کہ ورثاء اُس کے مالک ہوں۔ وہ جو بھی ہوں اور جو شخص قرض چھوڑ جائے یا اولاد چھوڑ جائے تو وہ میرے پاس آ جائیں کہ اُن کا ولی میں ہوں۔ Sahih Hadees

یعنی جو قرض نہیں دے سکتا وہ میرے (محمدﷺ) سے آکر لے لے کیونکہ میں اُس کے سب سے زیادہ قریب ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ صِرف نبیﷺ کی زندگی میں ہو سکتا تھا نہ کہ آج کے دَور میں!! کیونکہ آج کوئی بھی شخص قبرِ رسول ﷺ پر جا کر یہ نہیں کہتا کہ : "یا رسول اللّٰہﷺ ! مجھ پر دو لاکھ (2,00,000) کا قرض ہے، مجھے دے دیں"!! یہ صرف آپﷺ کی دنیاوی زندگی میں ہوتا تھا... اب چونکہ نبیﷺ برزخی حیات رکھتے ہیں، اِس لئے ایسا اب ممکن نہیں اور نہ ہی کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اِسی طرح احادیث میں ہے کہ :

Sahih Bukhari Hadees # 14 , 15
Sahih Muslim Hadees # 169
Mishkaat Hadees # 7

بیشک رسول اللّٰہ ﷺ نے فرمایا، قَسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی بھی ایمان والا نہ ہو گا جب تک مَیں اُس کے والد اور اولاد سے بھی زیادہ اُس کا محبوب نہ بن جاؤں۔
Sahih Hadees

Musnad Ahmed Hadees # 12307

عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں: میں رحبہ میں سیدنا علی ؓ کی خدمت میں حاضر تھا، **سیدنا علی** ؓ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کا واسطہ دے کر **کہہ رہے تھے**: **"**میں اِس آدمی کو اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں، جس نے غدیر خُم والے دن رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مَیں جس کا دوست ہوں، علی بھی اُس کا دوست ہے۔ وہ اٹھ کر گواہی دے**"**

یہ بات سُن کر باره 12 بدری صحابہ ؓ کھڑے ہوئے، وہ منظر میری آنکھوں کے سامنے ہے، گویا مَیں اُن میں سے ہر ایک کو دیکھ رہا ہوں، **اُن سب نے کہا** "ہم گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے غدیر خُم کے دن **رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:** کیا مَیں مومنین پر اُن کی جانوں سے زیادہ حق نہیں رکھتا؟ اور کیا میری ازواج اُن کی مائیں نہیں ہیں؟ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! بالکل بات ایسے ہی ہے، **آپ ﷺ نے فرمایا:** مَیں جس کا دوست ہوں، علی بھی اُس کا دوست ہے، اے اللہ! تو اُس آدمی کو دوست رکھ، جو علی کو دوست رکھتا ہے اور جو اُس سے عداوت رکھے، تو بھی اُس سے عداوت رکھ۔" Sahih Hadees

یہاں سے بھی یہ بات واضح ہو گئی کہ "جانوں کے قریب ہونے سے مراد، دل کے قریب ہونا ہے نہ کہ حاضر ناظر ہونا..."

[CONTINUE on PART-2]

[اگلا حصہ نمبر 2 دیکھیں---]

.

.

.

طالِب دُعا: **"فہد عثمان میر"**

فیس بُک لِنک:

www.facebook.com/chill.fish.1